نیکی کا نور

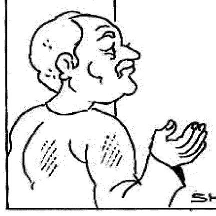

منظور پروانہ
چکن شاپی، نظیر آباد، لکھنؤ۔226018

بچو! پرانے زمانے کی بات ہے ایک شہر میں ایک تاجر رہتا تھا۔ وہ تاجر بہت مالدار تھا۔ اس کے تین لڑکے تھے۔ اس کے لڑکے بھی تجارت کے کام میں اس کی مدد کرتے تھے۔ وقت گزرتا رہا۔ لڑکے بڑے ہونے کے ساتھ اپنے کام میں بھی ماہر ہوگئے اور تاجر عمر کی اس منزل پر پہنچ گیا جس کو بڑھاپا کہا جاتا ہے۔ ایک دن تاجر نے اپنے تینوں لڑکوں کو بلایا اور کہا کہ ''اب ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ میں اپنی دولت تم لوگوں میں برابر، برابر تقسیم کردوں تاکہ تم لوگ اپنا الگ الگ کاروبار کرسکو۔''

تاجر کی بات سن کر سب سے چھوٹے بیٹے نے کہا کہ ''میں تو آپ کے ساتھ رہ کر آپ کی خدمت کرنا چاہتا ہوں۔ اس عمر میں آپ کو ہماری زیادہ ضرورت ہے۔ آپ دونوں بڑے بھائیوں کو دولت دے دیں تاکہ وہ لوگ اپنی الگ تجارت کرسکیں۔''

''نہیں! میں نے جو فیصلہ کرلیا ہے وہ آخری ہے'' یہ کہتے ہوئے تاجر نے تینوں بیٹوں کو برابر، برابر دولت تقسیم کرنے کے بعد اپنی جیب سے ایک ہیرا نکالا اور کہا اس ہیرے کی قیمت اس دولت سے زیادہ ہے جو میں نے تم لوگوں کو دی ہے، مگر اس ہیرے کا حقدار وہ ہوگا جو میری زندگی میں نیکی کا بڑا کام انجام دے گا۔

اپنی بات ختم کرکے تاجر نے تینوں بیٹوں کو رخصت کردیا۔

وقت گزرتا رہا۔ سب سے چھوٹا بیٹا ہر ماہ اس سے ملنے آتا اور اپنے کاروبار کے سلسلے میں صلاح و مشورہ بھی کرتا۔ باقی دونوں لڑکے بھی کبھی کبھی خیریت معلوم کرنے آجاتے۔ کچھ عرصہ بعد بڑے لڑکے نے اپنے والد سے کہا۔ ''میں نے ایک ایسا کام کیا ہے جس سے میں ہیرے کا حقدار بنوں گا۔''

تاجر نے پوچھا۔ ''وہ کام کیا ہے۔؟''

بڑے لڑکے نے جواب دیا۔ ''میرے پاس ایک شخص نے سونے چاندی کے زیور رکھے۔ میں چاہتا تو اسے ہڑپ کرلیتا کیونکہ اس کا کوئی گواہ نہ تھا، مگر میں نے ایسا نہیں کیا بلکہ ایمانداری کے ساتھ اسے واپس کردیا۔''

اچھا! مگر یہ تو تمہارا فرض تھا۔ جس کو تم نے پورا کیا۔ اگر تم یہ نہ کرتے تو یہ بے ایمانی ہوتی۔ دوسری بات یہ ہے کہ فیصلہ تو تینوں کے کارناموں کو سن کر ہی کیا جائے گا۔''

تاجر کی بات سن کر بڑا بیٹا مایوس ہوکر چلا گیا۔

کچھ عرصہ بعد دوسرا بیٹا تاجر کے پاس آیا اور اس نے بتایا کہ ''ایک دن ایک بچہ ندی میں گر گیا۔ وہاں پر بہت سے لوگ موجود تھے مگر بچہ کو بچانے کے لیے کوئی آگے نہ آیا جب کہ بچے کی زندگی خطرے میں تھی۔ میں نے بغیر وقت برباد کئے ندی میں چھلانگ لگا دی اور اپنی

جان پر کھیل کر بچے کو بچالیا۔''

یقیناً تمہارا کارنامہ تمہارے بڑے بھائی سے بڑا ہے، مگر ابھی تمہارے چھوٹے بھائی نے اپنا کارنامہ نہیں بتایا ہے۔ اگر وہ کوئی بہتر کام انجام نہ دے سکا تو یقیناً تم ہیرے کے حقدار ہو گے۔''

دوسرا بیٹا تاجر کی بات سن کر مطمئن ہو گیا۔

معمول کے مطابق جب سب سے چھوٹا بیٹا تاجر سے ملنے آیا تو تاجر نے اسے دونوں بیٹوں کے کارنامے سنا کر کہا کہ تم نے اب تک اپنا کوئی کارنامہ نہیں بتایا۔ کیا تم کو ہیرے والی بات یاد نہیں۔؟

چھوٹے بیٹے نے کہا۔'' مجھے سب یاد ہے مگر اب تک جو کام میں نے کیا ہے وہ بہت معمولی ہے۔ اس لیے میں نے اس کا ذکر نہیں کیا۔''

''تم نے کیا کام کیا ہے ہم بھی تو سنیں۔'' تاجر نے کہا۔

چھوٹے بیٹے نے اپنی بات شروع کی اور بتایا کہ ''ایک دن میں پہاڑی راستے سے اپنی دکان جا رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک شخص ایسی جگہ پر سو رہا ہے کہ وہ اگر کروٹ لے تو نیچے کھائی میں گر سکتا ہے۔ جب میں قریب پہنچا تو دیکھا کہ وہ شخص میرا بدترین دشمن ہے اور شراب کے نشے میں وہاں پڑا ہے۔ ایک بار میرے دل میں خیال آیا۔ پڑا رہنے دو۔ کروٹ لے گا تو کھائی میں گر جائے گا اور ہمیشہ کے لیے سر درد ختم ہو جائے گا، مگر میرے ضمیر نے مجھے ٹوکا کہ انسانیت کا تقاضہ یہ ہے کہ اسے موت کے منھ سے بچایا جائے۔ میں نے اپنی دشمنی کو طاق پر رکھ کر اسے بچانے کا فیصلہ کیا۔ میں نے پہلے اپنے چہرے کو اس طرح چھپالیا کہ اگر وہ جاگ جائے تو اسے یہ پتہ نہ چلے کہ اسے کس نے بچایا۔ تاکہ اسے شرمندگی نہ ہو۔ پھر میں نے اسے اپنے کاندھے پر لاد کر محفوظ جگہ پر پہنچا دیا۔ اب اتنی چھوٹی سی بات میں آپ کو کیا بتاتا۔''

چھوٹے بیٹے کی بات سن کر تاجر نے کہا'' حقیقت میں ہر وہ انسان جس کا دل نیکی کے نور سے روشن ہوتا ہے اسے اپنا ہر کام چھوٹا نظر آتا ہے کیونکہ اس کے دل میں کوئی لالچ نہیں ہوتا۔ تم نے جو کام کیا ہے وہ بہت اہم ہے کیونکہ تم نے اپنے نفس پر قابو پالیا اور اس کام کو انجام دیا۔ تم واقعی اس ہیرے کے حقدار ہو۔''

چند روز بعد پروگرام کے مطابق جب تاجر کے تینوں بیٹے اکٹھا ہوئے تو تاجر نے تینوں بیٹوں کے کاموں کو پھر سے سنا اور فیصلہ سنایا کہ ہیرے کا اصل حقدار تمہارا سب سے چھوٹا بھائی ہے۔ اس لیے میں ہیرا اسے دے رہا ہوں۔ سبھی بھائیوں نے اس کی تائید کی اور تاجر نے ہیرا اپنے چھوٹے بیٹے کو دے دیا۔

چھوٹے بیٹے نے ہیرا لے لیا اور چند منٹ بعد ہی اسے اپنے والد کو لوٹاتے ہوئے کہا۔ آپ نے ہیرا مجھے دیا۔ میں نے اسے لے لیا۔ اب میں آپ کو یہ ہیرا واپس کر رہا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ اس ہیرے کو فروخت کر کے اس سے ملنے والی رقم سے اس علاقہ میں لڑکیوں کی بہتر تعلیم کے لیے ایک معیاری اسکول کی تعمیر کرا دیں تاکہ ہمارے علاقے کی خواتین علم کے نور سے فیض یاب ہو سکیں۔ اس طرح ہمارے خاندان کا نام ہیرے کی چمک سے زیادہ چمکے گا اور نیکی کا یہ نور ہمیشہ قائم رہے گا۔ ○○